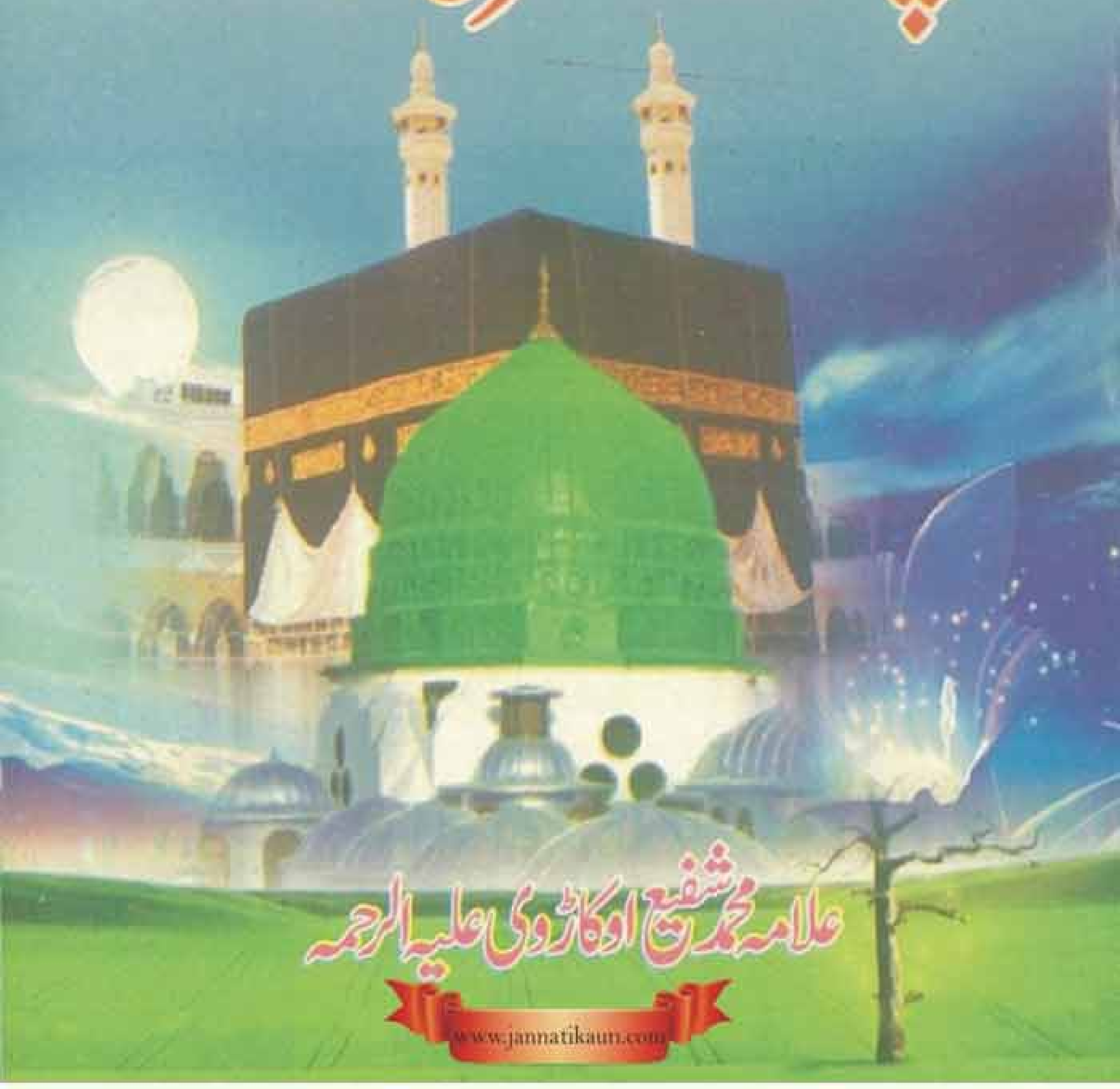
سلام

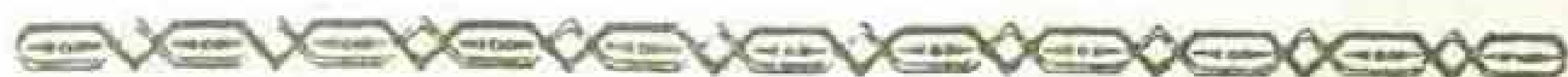
پڑھنے کا شرعی ثبوت



علامہ محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ



يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ (قرآن)

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود پڑھتے رہتے ہیں نبی ﷺ پر اے ایمان والو! نبی ﷺ پر درود اور سلام بھیجو سلام بھیجنا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کو دو کام کرنے کا حکم دیا ہے ایک تو نبی ﷺ پر درود پڑھنا، دوسرا سلام بھیجنا۔ اس حکم الٰہی کو سن کر قلب میں خوشی و تنگی اور اس کی تعمیل میں رغبت و نفرت سے ایمان کے کھرا ہونے اور اس کے قوی و ضعیف ہونے کا پتہ چلتا ہے جن کے دل نور ایمان سے منور ہیں وہ صلوٰۃ و سلام کے پڑھنے میں ایک روحانی لذت اور سرور محسوس کرتے ہیں، اور جن کے قلوب نورِ ایمان سے محروم ہیں وہ صلوٰۃ و سلام سے بھاگتے ہیں اور اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

کوئی ایمان والا ایسا نہیں ہو سکتا، جو ایسے عظیم الشان عمل کا انکار کرے یا اس کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرے جو اس قدر محبوب و مطلوب الٰہی ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے ساتھ اس عمل کی مداومت رکھے اور اپنے پسندیدہ مومنین بندوں کو اس کی دعوت دے اور لطف یہ کہ صَلُّوْا کے بعد تَصْلِیَۃً نہیں فرمایا اور سَلِّمُوْا کے بعد تَسْلِیْمًا مفعول مطلق بیان فرما کر سلام پڑھنے میں تاکید پیدا فرما دی کہ سلام ضرور پڑھنا، کیونکہ مفعول مطلق کی اصل غرض تاکید ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ جانتا تھا کہ سلام پڑھنے کے منکرین اور پڑھنے والوں کو روکنے والے پیدا ہوں گے اس لئے اس

نے ایمان والوں کو تاکیداً حکم دیا کہ ایمان والو منکر چاہے کچھ کہیں لیکن تم سلام ضرور پڑھنا، اور بار بار پڑھنا! بحمد اللہ تعالیٰ مومنین اس حکم الٰہی کی تعمیل دل و جان سے کر کے بے شمار رحمتیں و برکتیں حاصل کرتے ہیں کیونکہ صلوٰۃ و سلام کا فرمان ایمان والوں سے ہے اور یہ ایمان والوں کا ہی حصہ ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔

فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ (قرآن)

اے محبوب تجھ پر سلام ہے اصحاب یمین کی طرف سے۔

معلوم ہوا حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں ہدیہ سلام پیش کرنا مومنین صالحین اصحابِ یمین کا حصہ ہے، اصحاب شمال کا نہیں۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اس حالت میں تشریف لائے کہ چہرۂ اقدس سے خوشی و مسرت کے آثار خاص طور پر نمایاں تھے، فرمایا میں اس وجہ سے مسرور ہوں کہ میرے پاس جبرئیل امین آئے اور

فَقَالَ اِنَّ رَبَّكَ يَقُوْلُ اَمَا يُرْضِيْكَ يَا مُحَمَّدُ اَنْ لَّا يُصَلِّيَ عَلَيْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا وَلَا يُسَلِّمُ عَلَيْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا قُلْتُ بَلٰى!

(نسائی، دارمی، احمد، مشکوٰۃ صفحہ ۸۶، کنز العمال صفحہ ۱۸۱/۲)

انھوں نے کہا کہ آپ کا رب فرماتا ہے اے محمد (ﷺ) کیا آپ اس پر راضی نہیں ہیں کہ آپ کی امت کا کوئی شخص آپ پر درود بھیجے تو میں اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجوں اور آپ کی امت کا کوئی شخص آپ پر سلام بھیجے تو میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں۔ (فرمایا) میں نے کہا کیوں نہیں (میں اس پر راضی ہوں)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو شخص آپ پر ایک مرتبہ درود اور ایک مرتبہ سلام بھیجتا ہے اس پر دس مرتبہ اللہ کی رحمت ہوتی ہے اور دس مرتبہ اس پر اللہ سلام بھیجتا ہے۔

اور کنزالعمال میں انہی سے روایت ہے اس میں یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو شخص آپ پر درود پڑھے گا میں اور میرے فرشتے اس پر دس بار درود پڑھیں گے اور جو شخص آپ پر سلام بھیجے گا میں اور میرے فرشتے اس پر دس بار سلام بھیجیں گے صفحہ ۱۸۱/۲

معلوم ہوا درود و سلام پڑھنے والوں پر اللہ کی بے شمار رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور اللہ کے بے شمار فرشتے ان کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں اور ان پر سلام بھیجتے ہیں۔

حضرت ابن وہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنْ سَلَّمَ عَلَیَّ عَشْرًا فَکَاَنَّمَا اَعْتَقَ رَقَبَةً۔ (شفا شریف صفحہ ۶۱/۲)

نبی ﷺ نے فرمایا جس نے مجھ پر دس مرتبہ سلام بھیجا یہ ایسا ہے کہ جیسے اس نے بردہ آزاد کیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اَلصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ اَمْحَقُ لِلذُّنُوْبِ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ لِلنَّارِ وَالسَّلَامُ عَلَیْهِ اَفْضَلُ مِنْ عِتْقِ الرِّقَابِ۔ (شفا شریف صفحہ ۶۱/۲)

حضور ﷺ پر درود پڑھنا گناہوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح ٹھنڈا پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور آپ پر سلام پڑھنا بردہ آزاد کرنے سے افضل ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰٓئِکَةً سَیَّاحُوْنَ فِی الْاَرْضِ یُبَلِّغُوْنِیْ مِنْ اُمَّتِی السَّلَامَ۔ (نسائی، دارمی، مشکوٰۃ صفحہ ۸۶)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے بہت سے فرشتے زمین پر سیاحت کرتے ہیں اور میری امت کا سلام میرے پاس پہنچاتے ہیں۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ملائکہ سیاحین سلام پڑھنے والوں کی تلاش کرتے ہیں اور پھر ان کا سلام بارگاہ بیکس پناہ میں پیش کرتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ فِيْ شَرْقٍ وَلَا غَرْبٍ اِلَّا اَنَا وَمَلٰٓئِكَةُ رَبِّيْ نَرُدُّ عَلَيْهِ السَّلَامَ۔

(جلاء الافہام ابن قیم صفحہ ۲۵)

حضور ﷺ نے فرمایا کوئی مسلمان مشرق مغرب میں ایسا نہیں ہے جو مجھ پر سلام بھیجے مگر میں اور میرے رب کے فرشتے اس کو سلام کا جواب دیتے ہیں۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر وہ مسلمان جو آپ کی بارگاہِ اقدس میں سلام پیش کرتا ہے حضور ﷺ اور اللہ کے فرشتے اس کو جواب سلام سے مشرف فرماتے ہیں۔

قرآن کریم کی ایک آیت اور چھ احادیث مبارکہ سے صلوٰۃ وسلام کا محبوب و مطلوب ہونا اور اس کے پڑھنے سے بے شمار اجر و ثواب کا ملنا ثابت ہوا۔

کس قدر ظلم ہے کہ ایسے مبارک فعل کو شرک و بدعت کہا جائے اور مسلمانوں کو خیر کثیر کے حصول سے روکا جائے۔ رہا تعظیماً دست بستہ کھڑے ہو کر سلام پڑھنا' تو یہ سرکارِ دوعالم ﷺ کی تعظیم ہے اور آپ کی تعظیم بحکم رب العالمین ہم پر واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ۔ اور ان کی تعظیم و توقیر کرو!

چنانچہ علامہ سید احمد زین دحلان مکی اپنی کتاب درر سینہ میں فرماتے ہیں۔

وَمِنْ تَعْظِيْمِهٖ ﷺ اَلْفَرَحُ بِلَيْلِ وِلَادَتِهٖ وَقِرَاءَةُ الْمَوْلِدِ وَالْقِيَامُ عِنْدَ ذِكْرِ وِلَادَتِهٖ ﷺ

شبِ ولادت میں اظہارِ فرحت کرنا اور میلاد شریف پڑھنا اور ذکرِ ولادت کے وقت قیام کرنا حضور ﷺ کی تعظیم ہے۔

علامہ عثمان بن حسن محدث دمیاطی اپنے رسالے "اثباتِ قیام" میں فرماتے ہیں۔

اَلْقِيَامُ عِنْدَ ذِكْرِ وِلَادَتِهٖ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ﷺ اَمْرٌ لَا شَكَّ فِيْ اِسْتِحْبَابِهٖ اِسْتِحْسَانِهٖ وَنُدُبِهٖ يَحْصُلُ لِفَاعِلِهٖ مِنَ الثَّوَابِ الْاَوْفَرِ الْخَيْرِ الْاَكْبَرِ لِاَنَّهٗ

حضور سید المرسلین ﷺ کے ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا' ایک ایسا امر ہے جس کے مستحب و مستحسن مندوب ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے اور قیام کرنے والے کو ثواب

تَعْظِيْمُ النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ ذِي الْخُلُقِ الْعَظِيْمِ الَّذِيْ اَخْرَجَنَا اللّٰهُ بِهٖ مِنْ ظُلُمَاتِ الْكُفْرِ اِلَى الْاِيْمَانِ وَخَلَّصَنَا اللّٰهُ مِنْ نَارِ الْجَهْلِ اِلٰى جَنَّاتِ الْمَعَارِفِ وَالْاِيْقَانِ۔

کثیر اور فضل کبیر حاصل ہوگا کیونکہ یہ قیام تعظیم ہے جس کی تعظیم اسی نبی کریم صاحب خلق عظیم علیہ التحیۃ والتسلیم کی جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ظلمات کفر سے ایمان کی طرف لایا اور ان کے سبب سے ہمیں دوزخ جہل سے بچاکر بہشت معرفت ویقین میں داخل فرمایا۔

اس کے بعد بہت سے دلائل نقل کرکے فرمایا۔

قَدِ اجْتَمَعَتِ الْاُمَّةُ الْمُحَمَّدِيَّةُ مِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ عَلَى اسْتِحْسَانِ الْقِيَامِ الْمَذْكُوْرِ وَقَدْ قَالَ ﷺ لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِيْ عَلَى الضَّلَالَةِ۔

بلاشبہ اُمتِ محمدیہ کے اہلِ سنت وجماعت کا اجماع واتفاق ہے کہ یہ قیام مستحسن ہے اور بے شک حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری اُمت گمراہی پر جمع نہیں ہوتی

علامہ سید جعفر برزنجی اپنے رسالے عقد الجواہر میں فرماتے ہیں۔

قَدِ اسْتَحْسَنَ الْقِيَامَ عِنْدَ ذِكْرِ وِلَادَتِهِ الشَّرِيْفَةِ اَئِمَّةٌ ذُوْ رِوَايَةٍ وَدِرَايَةٍ فَطُوْبٰى لِمَنْ كَانَ تَعْظِيْمُهٗ ﷺ غَايَةَ مَرَامِهٖ وَمَرْمَاهُ۔

بے شک حضور ﷺ کے ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا ایسے اماموں نے بہتر سمجھا جو صاحب روایت ودرایت تھے تو شادمانی ہے اس کے لیے جس کا انتہائی مقصود حضور ﷺ کی تعظیم ہے۔

علامہ علی بن برہان الدین حلبی اپنی کتاب "انساب العیون المعروف بسیرت حلبیہ میں فرماتے ہیں۔

قَدْ وُجِدَ الْقِيَامُ عِنْدَ ذِكْرِ اسْمِهٖ ﷺ مِنْ عَالِمِ الْاُمَّةِ وَمُقْتَدَى

بلاشبہ حضور ﷺ کے اسم پاک کے ذکر کے وقت قیام کرنا امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ

الْأَئِمَّةِ دِيْنًا وَوَرَعًا تَقِيُّ الدِّيْنِ السُّبْكِيُّ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَتَابَعَهٗ عَلٰی ذٰلِكَ مَشَائِخُ الْإِسْلَامِ فِيْ عَصْرِهٖ۔

سے پایا گیا ہے جو اس امتِ مرحوم کے علم اور دین و تقویٰ میں اماموں کے امام ہیں اور اس قیام پر ان کے زمانے کے مشائخ اسلام نے ان کی متابعت کی ہے۔

علامہ جمال بن عبداللہ بن عمر مکی حنفی مفتی حنفیہ اپنے فتاوے میں فرماتے ہیں۔

اَلْقِيَامُ عِنْدَ ذِكْرِ مَوْلِدِهٖ ﷺ اِسْتَحْسَنَهٗ جَمْعٌ مِّنَ السَّلَفِ فَهُوَ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ۔

ذکرِ میلادِ حضور ﷺ کے وقت قیام کرنے کو جماعتِ سلف نے مستحسن کہا تو وہ بدعتِ حسنہ ہے۔

علامہ مولانا حسین بن ابراہیم مکی مالکی مفتی مالکیہ فرماتے ہیں۔

اِسْتَحْسَنَهٗ كَثِيْرٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ وَهُوَ حَسَنٌ لِمَا يَجِبُ عَلَيْنَا تَعْظِيْمُهٗ ﷺ

اس قیام کو بہت سے علمائے نے مستحسن رکھا اور وہ بہتر ہے کیونکہ ہم پر حضور ﷺ کی تعظیم واجب ہے۔

علامہ مولانا محمد بن یحییٰ حنبلی مفتی حنابلہ فرماتے ہیں۔

نَعَمْ يَجِبُ الْقِيَامُ عِنْدَ ذِكْرِ وِلَادَتِهٖ ﷺ اِذْ يَحْضُرُ رُوْحَانِيَّتُهٗ ﷺ فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَجِبُ التَّعْظِيْمُ وَالْقِيَامُ۔

ہاں ذکرِ ولادتِ حضور ﷺ کے وقت قیام ضروری ہے کیونکہ روحِ اقدس حضور ﷺ جلوہ فرما ہوتی ہے پس اس وقت تعظیم و قیام لازم ہوا۔

امام اجل فقیہ محدث سراج العلماء مولانا عبداللہ سراج مکی مفتی حنفیہ فرماتے ہیں۔

تَوَارَثَهُ الْأَئِمَّةُ الْأَعْلَامُ وَاَقَرَّهُ الْأَئِمَّةُ وَالْحُكَّامُ مِنْ غَيْرِ نَكِيْرِ مُنْكِرٍ وَرَدِّ رَادٍّ وَلِهٰذَا كَانَ حَسَنًا وَمَنْ يَسْتَحِقُّ

یہ قیام بڑے بڑے اماموں میں برابر چلا آرہا ہے اور اسے ائمہ و حکام نے برقرار رکھا اور کسی نے رد و انکار نہ کیا لہذا مستحب ٹھہرا، اور نبی

التَّعْظِيْمَ غَيْرُ ﷺ وَيَكْفِيْ أَثَرُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا رَآهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ۔

ﷺ کے سوا اور کون مستحق تعظیم ہے؟ اور اس کے ثبوت میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کافی ہے کہ جو چیز مسلمانوں کے نزدیک بہتر ہے وہ اللہ کے نزدیک بھی بہتر ہے۔

اسی طرح علامہ مفتی عمر بن ابی بکر شافعی اور سید المحققین مولانا احمد بن زین شافعی اور مدرس مسجد نبوی مولانا محمد بن محمد عرب شافعی اور مولانا عبدالکریم بن عبدالحکیم حنفی مدنی اور مولانا عبدالجبار حنبلی بصری اور مولانا ابراہیم بن محمد خیار حسینی شافعی مدنی رحمہم اللہ نے اس قیام کے مستحب و مستحسن ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔ اس مضمون اور ان تمام باتوں کی نفیس تحقیق کے لیے دیکھیے رسالہ "اقامۃ القیامہ" مصنفہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

دیکھئے یہ تمام ائمہ اور اکابر علماء اور چاروں مذاہب کے مفتیانِ کرام تعظیماً کھڑے ہو کر سلام پڑھنے کو مستحب و مستحسن فرما رہے ہیں اور سب کے سب کہہ رہے ہیں کہ یہ حضور ﷺ کی تعظیم ہے۔ اب اگر اس قیام تعظیمی کو شرک و بدعت کہا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ حضور ﷺ کی تعظیم کرنا شرک و بدعت ہے تو سوائے اس کے اور کیا کہیں کہ ؎

شرک ٹھہرے جس میں تعظیمِ حبیب
اُس بُرے مذہب پہ لعنت کیجیے

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دُور کرنا چاہیے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے، ایسے امور سے انکار کرنا، خیرِ کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام مولود شریف، اگر بوجہ آنے نام آنحضرت ﷺ کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے

تو اس میں کیا خرابی ہے۔ جب کوئی آتا ہے تو لوگ اس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں، اگر اس سردار عالم و عالمیان روحی فداہ کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا!

(امداد المشتاق صفحہ ۸۸)

نیز فرماتے ہیں:۔ البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیے اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں کیونکہ عالم خلق مقید بزمان و مکاں ہے لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے۔ پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں۔ (امداد المشتاق صفحہ ۵۶)

دیکھئے حضرت حاجی صاحب فرما رہے ہیں کہ قیام مولود شریف سے روکنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے کیونکہ یہ حضور ﷺ کی تعظیم ہے اور قیام کے وقت آپ کی تشریف آوری کا عقیدہ رکھنے میں مضائقہ نہیں کیونکہ آپ تشریف لا سکتے ہیں۔ اب اگر قیام میلاد کو شرک و بدعت کہا جائے تو پھر شرک و بدعت کو خیر کثیر کہنے والا کون ہوگا اور اس کو پیر و مرشد ماننے والے کون ہونگے؟

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں   لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

پہلا شبہ

بعض لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ صحابۂ کرام نے اس ہیئت کے ساتھ سلام نہیں پڑھا لہذا بدعت ہے۔ اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ اگر یہی بات ہے کہ جو کام صحابۂ کرام نے نہیں کیا وہ بدعت ہے تو جس ہیئت میں آج قرآن کریم ہیں مثلاً رنگین چکنے کاغذ، بلاک وغیرہ کی چھپائی، اعراب، ترجمہ، حاشیہ پر تفسیر وغیرہ اور جس ہیئت میں آج کتب احادیث اور ان کی شروح اور کتب فقہ و اصول اور کتب درسیہ وغیرہ ہیں اور جس ہیئت میں آج مدارس دینیہ، طریقۂ تعلیم، اوقات تعلیم، امتحانات، تقسیم اسناد، سالانہ و ماہوار چندے اساتذہ کی تنخواہیں وغیرہ ہیں اور جس ہیئت میں آج تبلیغی جلسے ہوتے ہیں اور جس ہیئت

میں آج مساجد، تنخواہ دار امام و مؤذن اور کمیٹیاں ہیں، اور جس ہیئت میں آج سفرِ حج کیا جاتا ہے علیٰ ہذا القیاس کیا یہ سب کچھ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کیا؟ اور کیا یہ زمانہ صحابہ میں تھا؟ نہیں، اور ہرگز نہیں، تو چاہیئے کہ صلوٰۃ و سلام کے منکر ان سب چیزوں اور ہیئتوں کو بدعت کہیں اور ان کے خلاف تقریریں کریں، پوسٹر چھاپیں اور ہر ممکن ان کو مٹانے کی کوشش کریں، وہ صرف میلاد شریف اور سلام و قیام کے پیچھے ہاتھ دھو کر کیوں پڑ گئے ہیں یاد رکھئے اگر صحابۂ کرام سے یہ ہیئت ثابت ہوتی تو یا واجب ہوتی یا سُنّت اور ہم نہ واجب کہیں نہ سنت، ہمارے نزدیک اس ہیئت کے ساتھ سلام پڑھنا مستحب ہے اور مستحب وہ ہے جس کو مُسلمان اچھا سمجھیں جیسا کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:۔

مَارَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ (نسائی) جس چیز کو مُسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔

دُوسرا شبہ

بعض لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا، یہ ہیئت اللہ کی عبادت یعنی نماز کے لئے خاص ہے لہٰذا غیر اللہ کے لئے یہ ہیئت بنانا شرک ہے۔

اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ یہ بالکل لغو، بے بنیاد اور مبنی بر جہالت ہے ورنہ پھر کسی بزرگ کے پاس بصورتِ التحیات بیٹھنا بھی شرک ہوگا کیونکہ وہ ہیئت بھی تو نماز کی ہے اور پھر کسی کے آگے ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونا بھی شرک ہونا چاہیئے کیونکہ یہ ہیئت بھی نماز کی ہے۔ رکوع سے اُٹھ کر سجدے میں جانے سے پہلے ہاتھ چھوڑ کر ہی کھڑا ہوا جاتا ہے۔

نماز کی ہیئت کیا؟ حضور ﷺ پر تو نماز کے اندر جب تک سلام نہ پڑھا جائے نماز ہی نہیں ہوتی۔ یہ عجیب بات ہے کہ نماز کی ہیئت میں سلام پڑھنا تو شرک ہو اور نماز

کے اندر التحیات میں سلام پڑھنا واجب۔

اصل بات یہ ہے کہ صرف عبادت کی ہیئت بنانے سے عبادت نہیں ہوتی جب تک کہ عبادت کی نیّت نہ ہو اور جس کی عبادت کی جائے اس کو معبود نہ سمجھا جائے، صرف بھوکا رہنے سے روزہ نہیں ہو جائے گا، روزہ تو اسی وقت ہو گا جب کہ عبادت کی نیّت سے روزہ رکھا جائے گا۔

اس مقام پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ عبادت اور تعظیم کی تعریف اور ان میں فرق بیان کر دیا جائے تاکہ مسلمان بھائیوں کو مسئلہ سمجھنا آسان ہو جائے۔

عبادت اور تعظیم

کسی کو الٰہ معبود اور اوصافِ اُلوہیت سے موصوف مانتے ہوئے بہ نیّت عبادت اس کے آداب بجا لانا عبادت ہے۔

اور کسی معظم اور برگزیدہ ہستی کو الٰہ معبود اور اوصافِ اُلوہیت سے موصوف نہ مانا جائے، بلکہ نبی، ولی، پیر، اُستاد، ماں باپ سمجھ کر بہ نیّتِ تعظیم اس کے آداب بجا لانا تعظیم ہے، عبادت نہیں۔

اس اعتبار سے غیر اللہ کی عبادت کسی نوع پر بھی جائز نہ ہو گی، بلکہ شرک ہو گا۔ لیکن تعظیم کی کوئی نوع شرک نہیں ہو سکتی، ہاں حرام و مکروہ ہو سکتی ہے مثلاً رکوع و سجدہ کیونکہ اس سے منع فرمایا گیا، مگر کسی بزرگ کے پاس التحیات کی صورت میں دو زانو ہو کر بیٹھنا یا اس کے آنے پر احتراماً کھڑے ہو جانا اور حضور ﷺ پر ادب سے کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا قطعاً جائز ہے اس سے کہیں منع نہیں فرمایا گیا، بلکہ کتبِ احادیث و کتبِ فقہ میں اس کا ثبوت موجود ہے۔ چنانچہ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں۔

نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ ذَاتَ　　ایک روز ہم حضور ﷺ کی خدمت

يَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرٰى عَلَيْهِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهٗ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰى جَلَسَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ الخ

(بخاری و مسلم و مشکوٰۃ صفحہ ۱۱)

میں حاضر تھے کہ اچانک ایک شخص آیا جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال نہایت سیاہ تھے اس پر سفر وغیرہ کا کوئی اثر نہ تھا ہم میں سے کسی نے اس کو نہ پہچانا یہاں تک کہ وہ اپنے دونوں گھٹنے حضور ﷺ کے گھٹنوں کی طرف ٹیک کر بیٹھ گیا اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لئے یعنی بصورت التحیات بیٹھ گیا۔

حضرت عمر نے فرمایا کہ اس نے چند سوالات کئے اور آپ نے ان کے جوابات دیئے جب وُہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ جبریل امین تھے جو تمھیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

دیکھئے جبریل امین جیسے مقرب اور برگزیدہ فرشتہ نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں دو زانو بیٹھ کر اُمتِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کو یہ تعلیم فرما دی کہ کسی برگزیدہ خدا کے حضور دو زانو بیٹھنا جائز ہے۔ یہ عبادت نہیں بلکہ ادب و تعظیم ہے۔ ورنہ کہنا پڑے گا کہ جبریل امین نے حضور ﷺ کی عبادت کر کے شرک کیا تھا نعوذ باللہ۔

دیکھئے اسی ہیئت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بیٹھنا عبادت ہے اور انبیاء اولیاء کے حضور بیٹھنا ادب و تعظیم ہے، ہیئت ایک ہی ہے مگر ایک عبادت ہے اور ایک تعظیم، اور ان میں فرق کرنے والی صرف نیت ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب (حضور نے) بنو قریظہ (یہود مدینہ) کا پچیس روز تک محاصرہ کیا تو وہ حضرت سعد بن معاذ کے فیصلے پر آمادہ ہو گئے (کیونکہ حضرت سعد ان کے حلیف تھے۔ ان کا خیال تھا کہ وُہ ہماری رعایت کرتے ہوئے ہماری خلاصی کی کوشش کریں گے) تو حضور ﷺ نے سعد کو بُلا بھیجا۔

فَجَاءَ عَلٰی حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِلْاَنْصَارِ قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ! (بخاری و مسلم و مشکوٰۃ صفحہ ۴۰۳)

تو وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے جب وہ مسجد کے قریب پہنچے تو حضور ﷺ نے انصار سے فرمایا کہ اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔

دیکھئے اس حدیث میں حضور ﷺ نے خود حکم دیا کہ اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ! منکرین قیام تعظیمی کہتے ہیں کہ حضرت سعد بیمار تھے، ان کی پنڈلی میں زخم تھا وہ خود گدھے سے اتر نہیں سکتے تھے، اسی واسطے آپ نے ان کو حکم دیا کہ اٹھو اور ان کو اتار دو! مگر ان کا یہ کہنا درست نہیں کیونکہ گدھے سے اتارنے کے لئے ایک دو آدمی کافی تھے۔ ساری قوم کو حکم دینے کی کیا ضرورت تھی، اور پھر حدیث کے الفاظ اِلٰی سَیِّدِکُمْ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ قیام محض سرداری کی وجہ سے کرایا گیا تھا نہ کہ بیماری کی وجہ سے اور چونکہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ انصار کے سردار تھے اس واسطے صرف انصار کو حکم دیا۔

چنانچہ محی السنۃ امام نووی اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔

اِکْرَامُ اَھْلِ الْفَضْلِ وَتَلَقِّیْھِمْ بِالْقِیَامِ اِلَیْھِمْ اِذَا اَقْبَلُوْا وَاحْتَجَّ بِهٖ الْجُمْھُوْرُ۔ (حاشیہ مشکوٰۃ صفحہ ۳۴۴)

اس میں اہل فضل کے ملنے کے وقت اکرام اور ان کے لئے قیام کرنے کی روشن دلیل ہے اور جمہور نے اس سے استدلال کیا ہے۔

حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی اسی حدیث کے تحت علامہ طیبی سے نقل کرتے ہیں۔

اجماع کردہ اند جماہیر علما بایں حدیث بر اکرام اہل فضل از علم یا صلاح یا شرف بقیام امام محی السنۃ محی الدین نووی گفتہ کہ ایں قیام مر اہل فضل را وقت قدوم آور دن ایشاں

اس حدیث سے اہل علم و فضل و شرف کے اکرام اور ان کے لیے قیام کرنے پر جمہور علماء کا اتفاق و اجماع ہے محی السنۃ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اہل فضل لوگوں کی تشریف آوری کے

مستحب است واحادیث دریں باب وارد یافتہ و در نہی ازاں صریحاً چیزے تحقیق نہ شدہ (اشعۃ اللمعات صفحہ ۳۸/۴)

وقت یہ قیام کرنا مستحب ہے اس کی تائید میں تو احادیث آئی ہیں مگر اس کی ممانعت میں صراحۃً کوئی حدیث نہیں ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہؓ جب حضور کے پاس تشریف لاتیں تو

قَامَ اِلَیْهَا فَاَخَذَ بِیَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَاَجْلَسَهَا فِیْ مَجْلِسِهٖ وَکَانَ اِذَا دَخَلَ عَلَیْهَا قَامَتْ اِلَیْهِ فَاَخَذَتْ بِیَدِهٖ فَقَبَّلَتْهُ وَاَجْلَسَتْهُ فِیْ مَجْلِسِهَا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۰۲)

آپ ان کے لئے کھڑے ہو جاتے اور اُن کو چومتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے، اور جب آپ ان کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ آپ کے لیے کھڑی ہو جاتیں اور آپ کو چومتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی بڑا چھوٹے پر شفقت فرماتے ہوئے اور چھوٹا بڑے کی تعظیم کرتے ہوئے کھڑا ہو جائے تو یہ جائز ہے اور یہ حضور ﷺ سے ثابت ہے۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمارے ساتھ مسجد میں بیٹھ کر باتیں کیا کرتے تھے۔

فَاِذَا قَامَ قُمْنَا قِیَامًا حَتّٰی نَرَاهُ قَدْ دَخَلَ بَعْضَ بُیُوْتِ اَزْوَاجِهٖ۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۵۳)

پھر جب آپ کھڑے ہو جاتے تو ہم بھی کھڑے ہو جاتے اور اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک آپ اپنی بیویوں میں سے کسی کے گھر داخل نہ ہو جاتے۔

ان روایات سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ قیام تعظیمی جائز ہے لہٰذا آپ کے لئے قیام کرنا کس طرح ناجائز اور شرک و بدعت ہو سکتا ہے۔

فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ روضۂ انور پر حاضری کے وقت جب سلام پڑھا جائے تو یَقِفُ کَمَا یَقِفُ فِی الصَّلٰوۃِ اسی طرح کھڑا ہو جس طرح کہ نماز میں دست بستہ کھڑا

ہوتا ہے (عالمگیری)

تیسرا شبہ

حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔

لَا تَقُوْمُوْا كَمَا تَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ
نہ کھڑے ہوا کرو جس طرح کہ عجمی لوگ کھڑے ہوتے ہیں۔

(مشکوٰۃ باب القیام)

اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ کھڑے ہونے کی ممانعت ہے۔

جواب! اس کے متعلق تمام علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اس میں کھڑے ہونے کی نہیں بلکہ عجمیوں کی طرح کھڑے رہنے کی ممانعت ہے، کیونکہ شاہانِ عجم کے درباری لوگ بیٹھ نہیں سکتے تھے، بلکہ بادشاہ کے سامنے برابر ہاتھ باندھے اور سرنگوں کھڑے رہتے تھے۔

جیسا کہ فرمایا:۔

لَا يَلِغْ اَحَدُكُمْ كَمَا يَلِغُ الْكَلْبُ ۔
نہ پیئے تم میں سے کوئی جیسا کہ کتا پیتا ہے۔

(ابن ماجہ فتح الکبیر صفحہ ۳۷۰/۳)

اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ کوئی پیئے ہی نہیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ کُتے کی طرح نہ پیئے، اسی طرح اُس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قیام کرے مگر عجمیوں کی طرح نہ کرے۔

اسی کو فقہاء کرام نے ممنوع قرار دیا ہے اور بلاشبہ یہ ممنوع ہے۔

چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔

مَنْ اَسَرَّهٗ اَنْ يَّتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّءْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ
جس کسی کو یہ پسند ہو کہ لوگ اس کے سامنے کھڑے رہیں وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تیار کرلے۔

چوتھا شبہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں باوجود اس کے کہ صحابہ کرام حضور ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب رکھتے تھے مگر جب حضور ﷺ کو دیکھتے،

لَمْ يَقُومُوا لِمَا يَعْلَمُونَ مِنْ كَرَاهِيَتِهِ لِذَالِكَ ۔ (مشکوۃ باب القیام)

تو وہ کھڑے نہیں ہوتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ کو یہ پسند نہیں ۔

معلوم ہوا کہ قیام تعظیمی آپ کو پسند نہ تھا ۔

جواب

یہ ناپسندیدگی طبعی تھی یعنی ازراہِ تواضع وانکسار آپ کو پسند نہ تھا کہ جب بھی میرے صحابہ مجھے دیکھیں قیام کریں کیونکہ اس میں تکلف تھا طبعی ناپسندیدگی جدا ہے اور حقیقی و شرعی ناپسندیدگی جدا جدا چنانچہ حضور ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ مجھے یونس بن متی (علیہ السلام) پر فضیلت نہ دو! تو آپ کا یہ فرمانا تواضعاً تھا ورنہ نصوصِ صریحہ سے آپ کا سید المرسلین اور افضل الانبیاء ہونا ثابت ہے ۔

آپ کا ارشاد ہے ۔

مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ

جو اللہ کے لیے تواضع کرتا ہے اللہ اس کو بلند کرتا ہے ۔

آپ نے اللہ کے لیے تواضع وانکسار فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ رفعت و عظمت بخشی کہ قیامت تک ساری دنیا میں آپ کی عظمتِ شان کا چرچا رہے گا اور قیامت تک آپ کے غلام آپ کے حضور دست بستہ کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام کے ہدیے اور تحفے پیش کرتے رہیں گے ۔

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جلنے والے

پانچواں شبہ

لوگوں نے قیامِ میلاد کو واجب اور ضروری سمجھ لیا ہے۔ اور کسی مستحب کو واجب اور غیر ضروری کو ضروری سمجھنا ناجائز ہے۔ لہٰذا قیام ناجائز ہے۔

جواب

اگر کوئی کسی کارِ خیر یا مستحب کام کو ہمیشہ کرے تو اس سے ہرگز یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اس کو فرض یا واجب جانتا ہے۔ کیونکہ پابندی، وجوب کی علامت نہیں۔ جیسا کہ اگر کوئی چاشت اور تہجد کو ہمیشہ پڑھے تو کیا یہ کہنا جائز ہوگا کہ یہ شخص چاشت اور تہجد کو فرض یا واجب جانتا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ اس پر ایک بہتان اور اس کی نیت پر ایک نارو احملہ ہوگا۔

یاد رکھئے عمل میں تو ہمیشگی اور پابندی ہی مطلوب و محبوب ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللهِ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ۔ اللہ کے نزدیک وہ عمل محبوب ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہی ہو۔ (مشکوٰۃ)

قرآنِ کریم، احادیثِ مبارکہ، چاروں مذہب کے ائمہ عظام و مفتیانِ کرام اور علمائے اسلام کے ارشادات مبارکہ سے دست بستہ احتراماً کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا مستحب و مستحسن اور بہت ہی باعث رحمت و برکت اور باعث اجر و ثواب ثابت ہوا۔

ہمیں اُمید ہے کہ اہلِ انصاف ان چند سطور کو پڑھ کر میلاد شریف اور قیام و سلام کی اہمیت و شان کا بخوبی اندازہ لگالیں گے اور اس کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کی جہالت اور مذہبی تعصب کا بھی اندازہ کریں گے جو کہتے ہیں کہ میلاد شریف اور قیام و سلام کرنا شرک و بدعت اور قیام کرنے والے مشرک و بدعتی ہیں اور ان کی کوئی عبادت قبول نہیں۔ معاذ اللہ

صلوٰۃ وسلام بروز جمعہ شریف

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ۔

حضور ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر بہت زیادہ درود وسلام پڑھا کرو

(ابن ماجہ، جلاء الافہام صفحہ ۳۰)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

اَکْثِرُوْا مِنَ السَّلَامِ عَلٰی نَبِیِّکُمْ کُلَّ جُمُعَۃٍ۔ (شفاء شریف صفحہ ۶۴)

ہر جمعہ کے دن اپنے نبی ﷺ پر بہت زیادہ سلام بھیجا کرو

ان دونوں حدیثوں میں غور فرمایئے کہ نبی اکرم علیہ التحیۃ والتسلیم اور آپ کے جلیل القدر صحابی ہر جمعہ کے دن کثرت سے صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا حکم دے رہے ہیں لہٰذا ہر جمعہ کو کثرت سے صلوٰۃ وسلام پڑھنا مسنون ہوا۔ الحمد للہ رب العٰلمین۔

قارئین کرام!

کتنے افسوس کا مقام ہے کہ امت مسلمہ کو اللہ تعالےٰ کے حبیب مکرم، نور مجسم، شفیع معظم، رحمت عالم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم سے روکا جا رہا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں باادب کھڑے ہو کر محبت سے درود وسلام پڑھنے سے روکا جا رہا ہے۔ یہ وہ درود وسلام ہے جسے پڑھنے کا ہر مومن کو اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے۔ یہ وہ نیکی ہے۔ جس کی قبولیت میں کوئی شبہ نہیں۔ یہ وہ کام ہے جس کے لیے اللہ کے مقرب اور رسول فرشتہ جبریل امین نے یہ دعا کی کہ وہ شخص ہلاک اور برباد ہو جائے جس کے سامنے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہو اور وہ ذکر رسول سن کر درود وسلام نہ پڑھے اس دعائے جبریل پر حبیب خدا

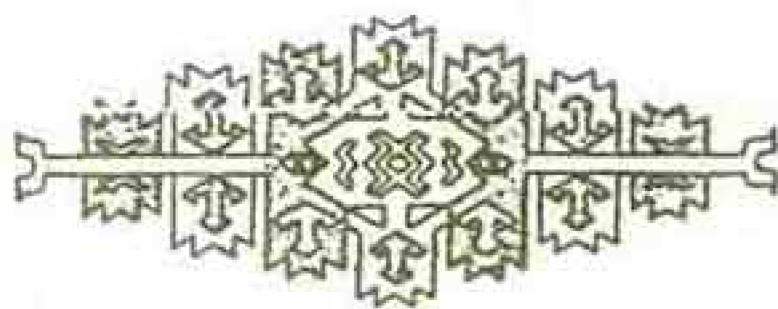
صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین فرمایا (یعنی اس شخص کی ہلاکت و بربادی میں کسی شبہ کی گنجائش ہی نہ رہی) جو لوگ بارگاہِ مصطفےٰ میں سلام و قیام، جشن میلاد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور تعظیم نبی سے روکتے ہیں، وہ یقیناً امتِ مسلمہ کے بدخواہ ہیں۔

کاش کہ! وہ لوگ ان مبارک افعال سے روکنے اور اپنے ظلم سے سچے مسلمانوں کو خواہ مخواہ مشرک و بدعتی بنانے کی بجائے اپنی تمام توانائیوں کا استعمال ان کاموں کے لیے کرتے جو کام مسلمانوں کو روحانیت اور روح ایمان و اسلام سے دُور کر رہے ہیں۔ وہ لوگ مومنوں کو میلاد و سلام سے منع کر کے اللہ کی رحمتوں سے محروم کرنے کی بجائے مسلم معاشرے میں شراب، منشیات، جوا، بدکاری، چوری، سود، رشوت، جھوٹ، بددیانتی، غیبت اور بے راہ روی وغیرہ اور مخرب اخلاق برائیوں کو مٹانے کی جدوجہد کرتے مگر صد حیف کہ ان لوگوں سے یہ توقع کہاں ممکن ہے۔ ان کی زبان و قلم کے نشتر تو مسلمانوں کی وحدت کو توڑنے اور مسلمانوں کے سچے جذبات کو مجروح کرنے ہی میں مشغول ہیں، وہ لوگ دُنیا کے چند عارضی مفادات اور اپنی جھوٹی انا کے لیے معبودِ حقیقی اللہ تعالےٰ اور اس کے پیارے اور آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کر رہے ہیں۔

اللہ تعالےٰ انھیں ہدایت دے اور مسلمانوں کو ہر گمراہی سے محفوظ اور بدعقیدگی کے فتنوں سے مامون رکھے۔ آمین

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ و اصحابہ اجمعین۔

خادم اہل سنت: کوکب نورانی رااحمد شفیع



اے کاش!

وُہ لوگ بجائے اس کے مُسلمانوں کو میلاد شریف اور قیام وسلام جیسے مُبارک افعال سے روکتے اور ان کو شرک بدعتی بناتے کیا ہی اچھا ہوتا اگر وُہ شراب، جُوا، زنا، چوری، رشوت، جھوٹ، غیبت اور ان جیسی دیگر برائیوں کے مٹانے کے سلسلے میں جدوجہد کرتے، مگر ان سے ایسی توقع کہاں ہوسکتی ہے۔ ان کی زبان و قلم کے تیر تو مُسلمانوں کے جذبات صادقہ کو مجروح کرنے کے لئے ہیں، خدا تعالےٰ مسلمانوں کو ہر گُمراہی سے محفوظ رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم، فقط

خادمِ اہلِ سُنّت
مُحمّد شفیع (اوکاڑوی)

